شخصیت سازی

''شخصیت کی نشوونما ہی مقصد زندگی ہے''۔(ارسطو)

فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ ہر انسان معاشرے میں ایک مؤثر اور کامیاب زندگی کے لیے بھاگ دوڑ کر رہا ہے۔ انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ معاشرہ اسے عزت واحترام سے دیکھے اور اس کی بات اور رائے لوگوں کے لیے قول فیصل کا درجہ رکھے۔ وہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا رہے۔ اسی لیے آج کے اس جدید دور میں انسان ترقی کی دوڑ میں بھاگتا ہوا اپنی شخصیت کے ہر پہلو کو بہتر بنانے کی بھی فکر میں مبتلا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انسانی زندگی کا مقصد حقیقی شخصیت کی تعمیر واستحکام ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ آغاز دنیا سے آج تک انسان نے کروڑوں برس کی مسافت اور مسلسل جدوجہد کر کے اس موجودہ دور تک پہنچا ہے اور ابھی بھی یہ سفر جاری وساری ہے۔ انسان اپنی زندگی کے ان ستر پچھتر سالوں میں کی گئی محنت کے نتائج پر اپنی کامیابی اور ناکامی کا احاطہ کیئے بیٹھا ہے۔

''ہر شخص کا آخری مقصد اور قوی ترین خواہش انسانی شخصیت کی تکمیل ہے''۔(گوئٹے)

انسان کی شخصیت سازی کا عمل اس کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے اور مرنے تک جاری رہتا ہے۔ تعمیر شخصیت کے اس عمل میں وراثت اور ماحول شدید اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہاں انسانوں کے درمیان تا حال یہ بحث جاری ہے کہ انسان ماحول پر اثر انداز ہوتا ہے یا ماحول انسان پر اثرات مرتب کرتا ہے۔ بہر حال مسلم حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ اعلیٰ انسانی صفات کی تعمیر میں اثر انداز ہوتا ہے۔ انسان کا سوچنے کا انداز، اخلاقی تربیت اور اعمال معاشرے سے متاثر ہوتے ہیں۔ ماحول کے اثرات انسانی نظریات اور عقائد پر بھی ہوتے ہیں۔ بہترین معاشرہ بہترین صفات کے حامل افراد کو جنم دیتا ہے جبکہ

اخلاقی گراوٹ کا شکار معاشرہ اور ماحول انسان کو بھی اخلاقی برائیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے آپ دو مختلف گھرانوں کا موازنہ کریں کہ جس گھر میں کتابوں کا مطالعہ کرنے، سچ بولنے اور مذہبی فرائض سرانجام دینے کا نہ صرف درس دیا جاتا ہے بلکہ اس پر عمل بھی کیا جاتا ہے تو وہاں پرورش پانے والے بچے میں بھی یہ تمام عادات اور خصائص پیدا ہو جاتے ہیں جب کہ وہ گھر جہاں جھوٹ کی کثرت اور سگریٹ نوشی کی عادت والدین میں پائی جائے وہاں پرورش پانے والا بچہ عدم احترام، غلط بیانی اور دھوکہ دہی جیسی اخلاقی برائیوں کا شکار ہوتا ہے۔

بچے کی اولین درسگاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ انسان سب سے زیادہ اپنے گھر کے ماحول سے سیکھتا ہے۔ والدین کی عادات بچے کی شخصیت سازی کے لیے راستہ فراہم کر رہی ہوتی ہے۔ جس طرح گھر کا ماحول ہوگا ویسی ہی بچے کی تربیت ہوگی۔ کامیاب اور بااخلاق گھرانہ بااخلاق اور کامیاب بچے کو جنم دیتا ہے جبکہ ناکام افراد کی صحبت چاہے والدین ہوں یا استاد اور دوست احباب، یہ سب ناکام افراد کو جنم دیتے ہیں۔ آج اگر ہم معاشرے پر نظر دوڑائیں تو ہمیں ہر جگہ بری صحبت کے اثرات نظر آتے ہیں اور میرے نزدیک آج معاشرے کی ناکامی کی بہت بڑی وجہ یہی ناکام صحبت اور سوچ ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایک انسان ناکامی سے اگر کامیابی تک آنا چاہے تو اسے کن اصولوں پر چل کر کامیابی اور ترقی تک آنا ہوگا؟ ماہرین نفسیات اس سوال کے جواب میں کچھ اصول وضوابط کو بیان کرتے ہیں جن کا تعلق درحقیقت کتاب وسنت سے ہی ماخوذ ہے۔ ان اصول و ضوابط کو اپنا کر ہر مذہب ونسل کا فرد تعمیر شخصیت کر کے کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ ان بنیادی اصولوں میں مندرجہ ذیل عادات شامل ہیں:

1- مال اور شہرت کے پیچھے نہ بھاگیں۔

2- دوسروں کی مدد کا عزم کریں۔

3- جھوٹ اور خیانت سے دوری اختیار کریں۔

4- گلے شکوے کے بجائے شکر کی عادت اپنائیں۔

5- اچھا سوچیں اور بدگمانی سے دور رہیں۔

6- کامیاب افراد کے ساتھ میل جول رکھیں۔

7- خوددار بنیں، خود پر یقین کریں۔

8- ایثار و ہمدردی کو اپنائیں، بدگمانی سے دور رہیں۔

9- حسد کرنے کے بجائے لوگوں کی صلاحیتوں کو سراہیں۔

اس سب کے ساتھ ساتھ اگر اسلامی ضابطہ حیات کو اپنا لیا جائے تو وہ بذات خود ایک کامیاب شخصیت سازی کا نمونہ ہے۔ تعمیر شخصیت کے لیے شعوری کوشش لازم ہے اور یہ کوشش کسی رہبر کے نقش قدم پر چلنے سے آسان ہو جاتی ہے۔ انسانی شخصیت کے نکھار کے لیے روح، بدن اور عقل تینوں کی تعمیر مدنظر رکھی جاتی ہے اور ان تینوں پر کام کر کے ہی انسان کی کامیاب شخصیت تشکیل پاتی ہے۔ وہ چند اعمال جو انسان اور خصوصی طور پر مسلمانوں کے لیے شخصیت سازی کے عمل میں مددگار ثابت ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1- اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق

2- اسوہ حسنہ کی پیروی

3- خود احتسابی

4- مثبت سوچ اور عمل میں باقاعدگی

5- دوسروں کے ساتھ مل جل کر کام کرنے کی عادت

ان تمام اصول اور عادات کو اپنا کر ہی ایک انسان تعمیر سے تکمیل شخصیت تک کامیابی سے سفر طے کرتا ہے اور اس سے ہی ایک کامیاب فرد اور معاشرہ وجود میں آتا ہے۔